12797 - کیا یہ حدیث اسلامی مساوات کے خلاف ہے ؟

سوال

ابو داود وغیرہ کی روایت کردہ درج ذیل حدیث کی صحت کیسی ہے:
" اچھی خصلتوں اور اوصاف حمیدہ کے مالك افراد کی غلطیوں سے تجاوز کیا کرو "
کیونکہ میں نے پڑھا ہے کہ بعض لوگ اس میں شك کرتے ہیں کہ یہ قرآن کریم کی ان آیات کے مخالف ہے جو عدل و انصاف اور مساوات کا درس دیتی ہیں ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

یہ حدیث امام احمد، ابو داود، اور نسائی اور بیہقی وغیرہ نے عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" اچھی خصلتوں اور اوصاف حمیدہ کے مالك افراد کی غلطیوں سے تجاوز کرو، لیکن حدود میں نہیں "

اس حدیث کے کئی ایك طرق ہیں جو کلام سے خالی نہیں، لیکن سب طریق مل کر یہ حدیث حسن درجہ تك پہنچتی ہے.

اور حدیث کا معنی یہ ہے کہ:

اچھی ہئیت اور خصلت کے مالك شخص سے اگر کوئی غلطی ہو جائے تو اس سے تجاوز کیا جائے، جب تك وہ حدود اللہ میں شامل نہ ہو، اور حکمران تك پہنچ جائے تو اس پر اس کا قائم اور جاری کرنا واجب ہے.

اور " اچھی خصلت اور اوصاف حمیدہ کےمالك " سے مراد عام لوگوں میں سے اہل مروءت اور اوصاف حمیدہ کے مالك افراد ہیں جن کی اطاعت دائمی ہے، اور ان کا عدل مشہور ہو، لیکن بعض اوقات ان کا قدم پھسل جائےاور ان سے غلطی کا ارتکاب ہو جائے اور گناہ کر بیٹھیں.

ابن قیم رحمہ اللہ نے یہ معنی رد کرتے ہوئے کچھ اس طرح کہا ہے:

" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل تقوی اور اطاعت گزار اور عباد کرنے والے افراد کو اوصاف حمیدہ اور اچھی خصلت کے الفاظ سے تعبیر نہیں کیا، اور نہ ہی متقین اور مطیع افراد کی تعبیر میں اللہ تعالی اور اس کے رسول کی

کلام میں یہ عبارت ہے، اور ظاہر یہی ہے کہ اس سے مراد لوگوں کے مابین حسب و جاہ اور شرف رکھنے والے افراد ہیں، کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی نے انہیں باقی لوگوں پر ایك قسم کی تکریم و افضلیت کے ساتھ مخصوص کیا ہے، تو ان میں سے جو شخص خیر و بھلائی کے ساتھ مشہور و معروف ہو حتی کہ اس قدم پھسل جائے، اور شیطان اسے گمراہ کردے تو ہم اسے سزا دینے میں جلدی نہیں کرینگے، بلکہ اس کی غلطی سے درگزر کیا جائیگا، جب تکہ وہ غلطی اللہ تعالی کی حدود میں شامل نہ ہوتی ہو، اور اگر حدود میں سے ہو تو پھر معاف نہیں ہوگی، کیونکہ حسب و شرف والے انسان پر بھی اس حد کا نفاذ اسی طرح متعین ہے جس طرح ایك کم تر درجہ کے شخص پر متعین ہے.

کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" تم سے پہلے لوگ صرف اس وجہ سے ہلاك کر دیے گئے کہ جب ان میں سے کوئی حسب و شرف والا شخص چوری کر لیتا تو وہ اسے چھوڑ دیتے، اور جب کوئی کمزور اور کم تر چوری کر لیتا تو اس پر حد نافذ کر دیتے، اور اللہ کی قسم اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیٹی فاطمہ (رضی اللہ تعالی عنہا) بھی چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ کاٹ دیتا "

متفق علیہ.

اس شریعت مطہرہ کے کامل ہونے کے اوصاف و محاسن میں سے یہ بھی ایك وصف ہے، اور اس کی سیاست کی یہ بھی ایك نشانی ہے، اور بندوں کے معاش اور معاد کی مصلحت میں اس شریعت کا انتظام ہے " انتہی کلامہ.

جو کچھ بیان ہوا ہے اس سے اس حدیث کا معنی متعین ہو جاتا ہے کہ یہ حدیث اسلامی عدل و انصاف اور مساوات کے مخالف نہیں، بلکہ اس میں تو یہ بیان ہوا ہے کہ اگر کسی ایسی شخص سے کوئی غلطی ہو جائے جس کی عادت غلطی کرنا نہیں، اور نہ ہی وہ غلطی اللہ تعالی کی حدود میں سے کوئی حد ہو، اور اس پر تعزیر نہ لگانے میں کوئی خرابی اور فساد نہ پیدا ہو تو اس غلطی سے تجاوز کیا جائے.

واللہ اعلم .